نماز اور روزہ سے قبل مروجہ نیت کی شرعی حیثیت

تحریر۔ محمد عباس طور تاندلیانوالہ

آج کل چھپنے والی پاکٹ سائز نماز کی کاپیوں اور خصوصاً ماہ رمضان میں شائع ہونے والے اوقات سحری و افطاری کے تجارتی کیلنڈروں پر عموماً روزہ رکھنے کی نیت۔

" **وبصوم غد نویت من شھر رمضان** " لکھی ہوتی ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ میں نے صبح کے رمضان کے روزہ کی نیت کی.....

جبکہ یہ نیت من گھڑت' اختراعی اور ایجاد بندہ کے سوا کچھ نہیں.......

چنانچہ احادیث مبارکہ میں یہ مروجہ نیت کہیں نہیں ملتی۔ کیونکہ " نیت " زبان سے ادا نہیں ہوتی بلکہ اس کا تعلق دل سے ہے۔

اس بات کی شہادت فقہ کی کتب معتبرہ میں بھی موجود ہے کہ **محلھا القلب** یعنی نیت کا محل دل ہے۔ نہ کہ زبان۔ بالفرض اگر یہ مروجہ الفاظ زبان سے بھی ادا کئے جائیں تو نیت تو نہ رہی بلکہ کلام بن گئی............

جملہ عبادات مثلاً طہارت نماز' روزہ' حج' اور زکوۃ' وغیرہ میں با اتفاق ایمہ اسلام محل نیت نیت دل ہے زبان نہیں۔ حدیث میں ہے " **انما الاعمال بالنیات** " اعمال کا اعتبار نیت پر ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اعمال دو طرح کے ہیں۔

(۱) وہ اعمال جو اصل مقصد کیلئے ہوں جیسے نماز وغیرہ کی نیت ضروری ہے۔

(۲) وہ اعمال جو اصل مقصد کیلئے نہ ہوں بلکہ وہ اصل مقصد کیلئے وسیلہ ہوں جیسے وضو اور غسل کے لئے نیت ضروری نہیں۔

آخر الذکر مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی اپنی رائے اور قیاس تک محدود ہے ادلۂ شرعیہ میں سے کوئی ایک دلیل اس مسئلہ کی موید نہیں ہے۔

" **انما الاعمال بالنیات** " کے الفاظ مطلق اعمال پر دلالت کر رہے ہیں لہٰذا وضوء اور غسل بھی شرعی اعمال ہیں تو نیت کے بغیر ان کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

نیت کا معنی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نیت کا کیا معنی ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟

لغوی معنی۔ لغات کی کتب منجد اور قاموس وغیرہ میں نیت کے معنی دل کے قصد اور عزم کے

ہیں۔ " **نوی الشیء ای قصدہ وعزم علیہ** " یعنی کسی شی کی نیت کی اس کے معنی ہیں کہ اس چیز کا ارادہ کیا اور اس کیلئے عزم کیا پس ثابت ہوا کہ نیت کے لغوی معنی دل کے قصد اور ارادے کے ہیں۔

شرعی معنی۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری جلد اول میں رقمطراز ہیں۔ " **والشرع خصصہ بالا رادۃ المتوجھتہ نحوالفعل لابتغاء رضاء اللہ وامتثال حکمہ** " شریعت نے نیت کے لفظ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی کام کے ارادہ کے لئے خاص کر دیا ہے تو اعمال میں اعتبار نیت قلبی کا ہوگا اگر نیت قلبی کے خلاف زبان سے کچھ کہے تو اعتبار لفظوں کا نہیں ہو گا اگر محض زبان سے نیت کرے مگر دل میں نہ ہو تو باالاتفاق ائمہ اسلام یہ ناجائز ہے کیونکہ نیت قصدو عزم کا نام ہے۔

نمازی اور روزے دار کو باالفاظ نیت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نمازی کو زبان سے یوں کہنا بھی ضروری نہیں کہ میں ظہر یا عصر پڑھ رہا ہوں فرض یا نفل پڑھ رہا ہوں. یا۔

(۱) چار رکعت نماز فرض واسطے اللہ تعالیٰ دے وقت فلاں نماز ـــ منہ طرف قبلہ شریف نوں۔ پیچھے اس امام دے.........اللہ اکبر۔

(۲) چار رکعت نماز اندھیرا

جدھر منہ امام دا ادھر میرا

اس قسم کے الفاظ خواہ پنجابی میں ہوں یا اردو میں فارسی میں ہوں یا عربی میں اس کا ثبوت نہ حدیث میں ملتا ہے اور نہ ہی صحابہؓ اور تابعینؒ کا عمل اس کی نشان دہی کرتا ہے اور نہ ہی آئمہ اربعہ میں سے کسی امام نے اس کی اجازت دی ہے۔

بہر حال مروجہ نیت کا ثبوت خیرالقرون میں نہیں ملتا۔ یہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔ لہٰذا جو کام دور نبویؐ دور صحابہؓ دور تابعینؒ وتبع تابعینؒ وغیرہ میں نہ ہوا ہو اور جس کام پر مہر نبویؐ نہ لگی ہوئی ہو وہ بدعت ہے۔

یاد رہے حدیث پاک میں ہے کہ جب بدعت رواج پاتی ہے تو سنت اٹھ جاتی ہے۔ مثلاً" تکبیر تحریمہ میں شامل ہونا' امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا اور جب امام قرائت کرے تو اس کی قرائت سننا یہ سب سنت ہیں۔ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

" **اذا اکبر الامام فکبروا واذا رکع فارکعوا** " یعنی جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب امام رکوع

کرے تم بھی رکوع کرو۔
مگر جو شخص مروجہ نیت زبان سے یا دل میں پڑھنے کا عادی ہے تو وہ ان سنتوں پر عمل کرنے سے محروم رہتا ہے۔ رکوع اس کا با اطمینان نہیں ہوتا اس لیئے کہ وہ مروجہ نیت پڑھنے میں مصروف ہے اور یہ بھی فکر دامن گیر ہے کہ کہیں نیت پڑھتے پڑھتے رکوع فوت نہ ہو جائے جلدی جلدی بلا سوچے سمجھے وہ نیت پڑھتا ہے۔ اور اسی حالت میں وہ رکوع میں شامل ہوتا ہے۔ حالانکہ رکوع میں اطمینان کا حکم ہے اور بدعت کے ارتکاب کی وجہ سے وہ سنت پر عمل کرنے سے محروم ہے۔

مروجہ نیت ائمہ اسلام کی نظر میں۔

حقیقت یہ ہے کہ ائمہ اسلام کی تحریروں اور ارشادات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز، روزہ، جنازہ وغیرہ سے قبل نیت کو زبان سے ادا کرنا من گھڑت اور ایجاد بندہ کے سوا کچھ نہیں۔
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فتاوی ابن تیمیہ میں رقمطراز ہیں۔
فان الجهر بالنية لايجب ولا يستحب لافي مذهب ابي حنيفه ولا احد من ائمة المسلمين بل كلهم متفقون على انه لايشرع الجهر بالنية وامن جهر بالنية فهو مخطى مخالف للسنة باتفاق ائمة الدين (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۲۷۵ ج۲ امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ اسلام نے جہری (لسانی) نیت کو نہ واجب اور نہ ہی مستحب ہی کہا ہے بلکہ ایسے شخص کو گنہ گار اور سنت کے مخالفت گردانا ہے۔
حافظ ابن قیم جوزیؒ۔ زاد المعاد کی جلد اول میں رقمطراز ہیں۔
كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوة قال الله اكبر ولم يقل شيا قبلها ولا تلفظ بالنية البتة(زاد المعاد ص۱۰۴ ج۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو صرف اللہ اکبر زبان سے کہتے اور اس سے پہلے کوئی ایک لفظ نیت بہ زبان ادا نہ کرتے۔
آگے لکھتے ہیں کہ یہ مروجہ نیت بالکل بدعت ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اکرمؓ تابعین عظامؒ ائمہ اسلامؒ اور ائمہ اربعہؒ میں سے کسی نے بھی اسے سند صحیح، ضعیف اور مرسل کے ساتھ بیان نہیں کیا۔
شیخ عبدالحق دہلویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف "اشعۃ اللمعات" میں اپنا فیصلہ یوں نقل کرتے ہیں۔

علماء در نیت نماز اختلاف کردہ اند بعد از اتفاق ہمہ بر آن بجہر گفتن آن نامشروع است۔ تلفظ شرط صحت نماز است یا نہ صحیح است شرط نیست و مشروط دا سن آن خطااست" (اشعۃ اللمعات ص ۱۹)

علماء کا جہری نیت کے متعلق کچھ اختلاف ہے صحیح فیصلہ یہی ہے کہ یہ غیر مشروط ہے اور اسے مشروط سمجھنا غلط ہے۔

مروجہ نیت ائمہ احناف کی نظر میں

نیت کا معنی و مفہوم جس طرح پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ نیت کا معنی دل کا ارادہ ہے اس بات کی شہادت فقہ حنفیہ کی کتب معتبرہ میں بھی موجود ہے کہ محلہا القلب ... نیت کا محل دل ہے نہ کہ زبان .....

علامہ برہانؒ مرغینانی

آیئے سب سے پہلے فقہ حنفیہ کی متداول اور چوٹی کی معتبر کتاب ہدایہ جسے ان کے نزدیک وہ عظمت اور شہرت نصیب ہے جو قرآن پاک کو حاصل ہے(العیاذباللہ)

ان الهداية كالقران قد نسخت

ماصنفت قبلها فی الشرع من كتب

یعنی ہدایہ کی مثال قرآن کی ہے جس سے سابقہ تصنیف شدہ شرعی کتب منسوخ ہو گئی ہیں۔

اس کتاب ہدایہ اولین کے باب " شروط الصلوۃ " کے ضمن میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں" **والنية هی الارادة والشرط ان يعلم بقلبه ای صلوة يصلی اما لذكر باللسان فلا معتبر به** " (ہدایہ اولین ص ۹۴)

نیت ارادے کا نام ہے اور شرط یہ ہے کہ نمازی دل سے جانتا ہو کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے مگر زبان سے نیت کرنا اس کا اعتبار نہیں۔

علامہ عینیؒ حنفی

کتاب شرح تحفہ میں فرماتے ہیں۔ **لاعبرة بالذكر باللسان لانه كلام لانية** زبان سے نیت کرنے کا اعتبار نہیں اس لیئے کہ زبان سے ذکر کرنے کا نام کلام ہے نیت نہیں ہے۔

علامہ عبدالحیؒ حنفیؒ

علامہ عبدالحیؒ حنفی نے کتاب شرح وقایہ صفحہ۱۵۹ کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ پر لکھا ہے " **الاکتفا بنیتہ القلب وھو مجزئی اتفاقا وھو الطریقتہ المشروعتہ الما ثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فلم ینقل عن واحد منھم التکلم بنویت اونوی الاخر** " با اتفاق دل سے نیت کر لینا ہی کافی ہے حضور علیہ السلام اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ سے یہی طریقہ منقول ہے الفاظ نیت کسی ایک سے بھی نقل نہیں ہیں۔

علامہ تھانوی حنفیؒ

علامہ تھانویؒ کتاب بہشتی زیور کے دوسرے حصہ میں نماز کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس نماز کو بھی پڑھنا چاہیں اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کر لیا کریں(بہشتی زیور ص۱۲۹)

حضرت مجدد الفؒ ثانی

حضرت مجد الف ثانی اپنے مکتوب دفتراول حصہ سوئم میں فرماتے ہیں ..... دو وہم چنیں است آنچہ علماء درنیت نماز مستحسن داشتہ اندباوجود ارادہ قلب بازبان نیت باید گفت وحالانکہ از آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام ثابت شدہ است نہ بروایت صحیح ونہ بروایت ضعیف ونہ ازاصحاب کرامؓ وتابعین عظامؒ بازبان نیت کردہ باشند بلکہ چوں اقامت می گفتند تکبیر تحریمہ می فرمودند پس نیت بازبان بدعت باشد(مکتوب ع۱۸۶ دفتراول حصہ سوئم)

بعض علماء نے نماز میں باوجود اردہ قلب کے ہوتے ہوئے زبان سے کہ لینے کو بھی جائز مستحسن قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ سرکار دو عالمؐ سے نہ بروایت صحیح ثابت ہے اور نہ ہی بروایت ضعیف اور نہ ہی صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ سے بلکہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کہتے زبان کے کے ساتھ نیت کا اظہار بدعت ہے۔

مولانا عبدالغفور رمضان پوری

مولان عبد الغفور پوری کا رسالہ " **فتاوی مفید الاحناف** " اس میں ان کتابوں کی عبارات جمع کی گئی ہیں جن کے مصنفین حنفی المذہب تھے اس رسالہ میں رقمطراز ہیں۔ **لم یثبت عن رسول اللہ**

صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ولاضعیف انہ کان یقول عند الافتتاح اصلی کزا ولا عن احد من التا بعین بل المنقول انہ اذا قام الی الصلوۃ کبر وھذہ بدعتہ" (فتاوی مفید الاحناف ص۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم سے یہ قطعا" ثابت نہیں کہ آپ نماز شروع کرتے وقت فرماتے کہ میں فلاں نماز کی فلاں وقت میں نیت کر رہا ہوں اور نہ ہی آپؐ کے بعد والوں سے ثابت ہے بلکہ یہ ملتا ہے کہ آپؐ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور یہ مروجہ نیت بدعت ہے۔

الحاصل

جملہ عبادات میں عموما" نماز اور روزہ میں خصوصا" مروجہ نیت سراسر اسلام کے خلاف ہے۔
باعث تعجب بات تو یہ ہے کہ جب کتب احناف میں بھی صراحت ہے کہ محلھا القلب نیت کا محل دل ہے نہ کہ زبان تو پھر یہ **وبصوم غدنویت من شھر رمضان** معلوم نہیں کیوں ایجاد کی گئی عقلا" بھی یہ بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ جب رات کو ٹائم پیس کے الارم کو چابی بھر دی ہے سحری کا مکمل بندوبست کر لیا ہے تو پھر منہ سے ضرور یہی کہے تو بات بنے گی۔
یہ تو پھر ایسے ہوا جیسے کوئی شخص روٹی کھانے سے قبل کہے میں کھانا کھاتا ہوں تاکہ میری بھوک اتر جائے اور میرا پیٹ بھر جائے یا کپڑا پہننے سے پہلے کہے کہ میں یہ کپڑا پہنتا ہوں تاکہ میرا جسم سخت گرمی اور سردی سے بچ جائے اور میرا ستر بھی ڈھک جائے بس دل میں نیت کر لینا ہی کافی ہے اور مروجہ نیت غیر مشروع اور غیر مسنون ہے اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کی بدعات ورسومات سے محفوظ فرمائے آمین۔